30

مَلک بھی رشک ہیں کرتے وہ خوش نصیب ہوں مَیں

(فرمودہ 14 ستمبر 1945ء بمقام بیت الفضل ڈلہوزی)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مجھے چونکہ رات سے نقرس کا دَورہ شروع ہے اور گزشتہ ایّام کا میرا تجربہ یہ ہے کہ اگر میں لمبا خطبہ پڑھوں تو تکلیف بڑھ جاتی ہے اس لئے میں زیادہ دیر تک کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مختصر خطبہ بیان کرتا ہوں۔

جس دن مَیں نے قادیان سے روانہ ہونا تھا اُس سے پہلی رات میری طبیعت کسی قدر خراب تھی۔ اکثر حصہ رات کا میں نے جاگتے ہوئے گزارا۔ صرف کسی کسی وقت ہلکی سی نیند آجاتی تھی۔ اِسی حالت میں تھوڑی دیر کے لئے میری آنکھ لگ گئی۔ تو ایک مصرع اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پر نازل ہوا جو میرے ہی ایک شعر کا حصہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ زبان اس کو نہیں دُہرا رہی تھی۔ وہ اتنی شدت سے نازل ہوا کہ اس کے زور کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ وہ مصرع جو میرے دل پر نازل ہوا یہ ہے۔

مَلک بھی رشک ہیں کرتے

اس کے بعد کا بقیہ حصہ جاگتے ہوئے نازل ہوا جو یہ ہے۔

وہ خوش نصیب ہوں میں

اگرچہ عام طور پر سمجھا یہی جاتا ہے کہ جتنا حصہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ وہی اس کی مراد ہوتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ کلام کا دوسرا حصہ بھی اسکے ساتھ ہی شامل

ہوتا ہے۔ اس شعر کا دوسرا حصہ یہ ہے۔

وہ آپ مجھ سے ہے کہتا نہ ڈر قریب ہوں میں

ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء اس پورے شعر سے ہو۔ لیکن اگر دوسرا حصہ مراد نہ بھی ہو تو یہ مصرع بھی اپنے اندر ایک بہت بڑی خوشخبری رکھتا ہے کہ:

مَلک بھی رشک ہیں کرتے وہ خوش نصیب ہوں مَیں

ملائکہ درحقیقت رشک کرتے ہیں نفسِ آدم پر۔ قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ نفسِ انسانیت کے نمائندے جب دنیا میں پیدا ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ملائکہ صفت انسانوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور ان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اس کے حکم کی تعمیل میں سربسجود ہو جائیں۔ قرآن مجید کی آیات اپنے اندر کئی بطون رکھتی ہیں۔ اور ایک ایک آیت کئی کئی معارف کی حامل ہوتی ہے۔ بظاہر قرآن مجید کی آیات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ کو آدم کی خاطر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن اصل میں اللہ تعالیٰ نے اس جگہ یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کا کوئی خلیفہ دنیا میں کھڑا ہوتا ہے تو ملائکہ صفت لوگوں کو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا جاتا ہے۔ بے شک وہ لوگ نبی کے آنے سے پہلے عبادت گزار ہوتے ہیں، ملائکہ صفت ہوتے ہیں، احکامِ الٰہیہ بجالاتے ہیں لیکن صرف اُسجُدْ پر عمل کر رہے ہوتے ہیں۔ یعنی فرداً فرداً اعمالِ صالحہ بجالاتے ہیں۔ مگر اکٹھے ہو کر ایک وجود اور ایک جماعت کی حیثیت میں سجدہ نہیں کر رہے ہوتے۔ لیکن جب آدم دنیا میں آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتہ سیرت انسانوں کو اُسجُدْ کی بجائے اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ [1] کا حکم دیتا ہے۔ یعنی اب تم میں آدم پیدا ہو گیا ہے تم میں سے کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ علیحدہ علیحدہ طور پر سجدہ کرے۔ اب وہی سجدہ قبول ہو گا جو آدم کے ساتھ مل کر کیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کی بعثت سے پہلے بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر نیک اور فرشتہ سیرت ہوتے ہیں اور دنیا کہتی ہے وہ بڑے نیک، بڑے زاہد اور عبادت گزار ہوتے ہیں۔ مگر جب آدم پیدا ہو جاتا ہے تو نیک و بد کا امتیاز کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت آدم کے ساتھ مل کر سجدہ کرتا ہے وہ ملائکہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور جو آدم کے ساتھ مل کر سجدہ نہیں کرتا اس کے متعلق معلوم ہو جاتا ہے

کہ وہ ملکوتی گروہ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ شیطانی اور متکبر گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مبعوث ہوئے تو دنیا میں بہت سے لوگ ایسے تھے جن کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ وہ بہت نیک، متقی اور عبادت گزار ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم اُسْجُدُوْا کے ماتحت سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قُرب سے دور جا پڑے۔ پس اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کے معنے یہ ہیں کہ آدم کی اطاعت اور فرمانبرداری میں لگ جاؤ۔ یہ معنے نہیں کہ آدم کو سجدہ کرو۔ یہ معنے تو قرآن کریم کی تعلیم کے صریح خلاف ہیں کہ آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ کیونکہ سجدہ خدا کے سوا کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں۔ یہ شرک ہے اور شرک ایسی چیز نہیں کہ ہمارے زمانہ میں ہی منع ہوا ہو بلکہ ابتدا سے منع ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ ابتدا میں شرک جائز تھا تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ خدا تعالیٰ اب ایک ہے اور پہلے دو یا تین تھے۔ حالانکہ یہ بات بِالبداہت باطل ہے۔ کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں آیا جس نے شرک کو جائز قرار دیا ہو۔ جزئیات میں بے شک اختلاف ہو سکتا ہے مثلاً کسی وقت خنزیر کے گوشت کے متعلق حرمت کا حکم نازل نہ ہوا ہو۔ یا کسی قوم میں شراب جائز ہو۔ مگر خدا کے ایک ہونے میں تو کسی نبی کی تعلیم میں اختلاف نہیں۔

پس اُسْجُدُوْا کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ آدم کے ساتھ مل کر اجتماعی صورت پیدا کرو۔ اور اکٹھے ہو کر کامل طور پر اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ در حقیقت اُسْجُدُوْا کی واؤ میں ہی تمام راز مضمر ہے۔ اُسْجُدُوْا کا حکم اُسی وقت دیا جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدم مبعوث ہو جاتا ہے۔ اس کے آنے پر جو شخص اُسْجُدُ پر عمل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ٹھہرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس شعر کو میرے دل پر نازل فرما کر یہ بتایا ہے کہ میں نے ہی تجھے خلیفہ بنایا ہے۔ کیونکہ ملائکہ نے آدم پر ہی رشک کیا تھا نہ کسی اور پر۔ گویا دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق کر دی ہے کہ واقع میں ہم نے اِس آدم کو صفاتِ الٰہیہ کے ظہور کے لئے کھڑا کیا ہے اور ملکوتی صفات کے انسان اس پر رشک کریں گے اور یہ بھی بتا دیا کہ وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو اس کے ساتھ مل کر سجدہ کریں گے اور اسکے احکام کے ماتحت چلیں گے۔ جیسا کہ پہلے آدم

کے وقت میں ہوا۔

یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ آدم کسی ایک خاص وجود کا نام نہیں بلکہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف انسان اس مقام پر فائز کئے جا چکے ہیں اور کئے جاتے ہیں۔ مثلاً سید عبد القادر صاحب جیلانیؒ بھی اُن لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آدم کے مقام پر کھڑا کیا تھا۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرا پاؤں تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ جب دوسرے لوگوں نے سنا کہ ان کو یہ الہام ہوا ہے کہ تیرا پاؤں تمام اولیاء کی گردن پر ہے تو ایک بزرگ نے سن کر کہا کہ اِس کا پاؤں ہماری گردنوں پر؟ کیوں؟ وہ کوئی خدا تعالیٰ کا خاص لاڈلا ہے کہ اس کا پاؤں ہماری گردنوں پر ہو۔ خدا تعالیٰ کو ان کی اس بات سے غیرت آئی اور ان کے ایمان میں کمزوری اور خرابی ہونی شروع ہو گئی۔ آخر وہ ایک عیسائی عورت پر عاشق ہو گئے اور اس کے مکان کے سامنے ڈیرا ڈال دیا۔ اُس عورت نے اُن کے سامنے یہ شرط پیش کی کہ پہلے تم عیسائیت قبول کرو پھر میں تم سے شادی کروں گی۔ لیکن چونکہ ان کے اندر ابھی کچھ ایمان باقی تھا اس لئے وہ عیسائیت اختیار کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ پھر اس نے کہا اگر یہاں رہنا ہے تو کوئی کام کیا کرو ورنہ یہاں سے چلے جاؤ۔ اور کچھ دنوں بعد اُس نے سؤر پالنے کا کام ان کے سپرد کر دیا۔ وہ سؤر چرانے کے لئے ہر روز جنگل میں جاتے۔ ایک دن ایک سؤرنی نے بچہ دے دیا۔ وہ ڈرے کہ اگر بچہ مر گیا تو وہ ناراض ہو گی اس لئے انہوں نے بچے کو اپنی گردن پر اٹھا لیا اور گھر کو چل پڑے۔ راستے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ اچھا اگر عبد القادر کا پاؤں اپنی گردن پر نہیں رکھتے تو پھر سؤر کا پاؤں اپنی گردن پر رکھ لو۔ یہ سن کر ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ انہوں نے بچہ وہیں پھینک دیا اور واپس چلے آئے اور بہت توبہ و استغفار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے اس بندے کا انکار کرنے کی وجہ سے جو مقامِ آدم پر کھڑا ہو ملکوتی صفات کے انسان بھی شیطان صفت ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے کہہ دیتا ہے اگر تم آدم کے ہاتھ پر جمع نہیں ہوتے تو شیطان کے ہاتھ پر جمع ہو گے۔ اور اس کا پاؤں تمہارے سر پر ہو گا۔ غرض ۔

مَلک بھی رشک ہیں کرتے وہ خوش نصیب ہوں مَیں

اس مصرع میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اس نے مجھے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً 2 کے مطابق خلافت کے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ اور وہ لوگ جو تکبر اور اِباء کو چھوڑ کر میرے ساتھ چلیں گے وہ ملکوتی صفات کے مالک ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ان پر نازل ہو گا۔ لیکن وہ لوگ جو تکبر اور اِباء سے کام لیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ملائکہ کے گروہ سے نکال دیئے جائیں گے اور مجھ سے علیحدہ رہ کر وہ کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکیں گے۔ جب انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ دنیا کے مروجہ قانون کے مطابق چلے تب اسے کامیابی ہو سکتی ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون پر چلے بغیر کوئی انسان کامیاب ہو جائے۔ اگر کسی شخص نے منی آرڈر بھیجنا ہو تو اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ پہلے منی آرڈر فارم کو پُر کرے۔ اگر وہ فارم پُر کرنے کی بجائے کسی عام کاغذ پر پوسٹ ماسٹر کو رقعہ لکھ دے اور ایک روپیہ چھوڑ دس بیس روپے بھی منی آرڈر فیس ادا کرنے کو تیار ہو۔ تو بھی ڈاکخانہ اُس کا منی آرڈر نہیں بھیجے گا۔ یا گورنمنٹ کا قانون ہے کہ بعض قسم کے معاہدات پانچ روپے کے اشٹام پر لکھے جائیں۔ اب کوئی شخص بجائے پانچ روپے کے اشٹام پر معاہدہ لکھنے کے عام کاغذ پر معاہدہ لکھ کر پانچ روپے تحصیلدار کو دے دے تو اُس کا معاہدہ قانونی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اُس کا معاہدہ قانوناً اُس وقت صحیح سمجھا جائے گا جس وقت وہ پانچ روپے کے اشٹام پر لکھ کر لائے گا۔ پس جب دنیا کے مقرر کردہ فارموں پر عمل کئے بغیر کامیابی نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے فارم پر عمل کئے بغیر کس طرح کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے ایک حصہ کو اِس مقام پر ٹھوکر لگی ہے۔ ابتدا میں وہ خلافت کے جھگڑوں میں پڑے اور بعد میں نبوت کی بحثوں میں آ پھنسے۔ اصل بحث تو خلافت کی ہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اِس مصرعہ میں ان کے شکوک کا بھی ازالہ کر دیا ہے اور واضح طور پر بتا دیا ہے کہ میں نے ہی اسے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ اور فرشتہ سیرت انسانوں کو چاہیے کہ وہ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کے حکم کے ماتحت اِس کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں اور بغیر کسی تکبر اور اِباء اِس کی کامل اطاعت اور پیروی کریں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اس آواز پر کان دھریں گے وہ اس کے فضلوں کے مورِد بنیں گے اور اُس کی برکتیں ان پر نازل ہوں گی۔ لیکن جو لوگ اپنے تکبر

اور انکار کی وجہ سے دور رہیں گے وہ ان برکتوں سے محروم رہیں گے جو آدم کے ساتھ ملنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔" (الفضل مورخہ 25 ستمبر 1945ء)

1: البقرة: 35

2: البقرة: 31